مطبوعات

کتابوں کا ایک پہاڑ میرے سامنے ہے جو تعارفی سطور کے لیے جمع ہیں۔ اگر پورا رسالہ ان کے لیے وقف کر دیتا تو شاید بات بن جاتی۔ مگر اب تو چند صفحے ہیں حق ادا نہیں ہو سکے گا، بس تعارف سی ہو گا بہت سی اہم چیزیں مؤخر رہیں گی۔ ناشرین اور مصنفین معاف کریں۔

DISTRIBUTIVE JUSTICE AND ..... تالیف و تدوین جناب منور اقبال۔ ناشرین: انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اکنامکس، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد۔ بہ تعاون اسلامک فاؤنڈیشن، لائسسٹر۔ یوکے (223 LONDON ROAD)۔ اہم موضوع، دلکش بیان، بہترین ترتیب، اعلیٰ کاغذ، نکھری طباعت، دبیز رنگین آرٹ کارڈ ٹائیٹل، ۳۸۴ صفحات۔ قیمت نامعلوم۔

اسلامی فقہ و قانون کے بعد معاشیات دورِ حاضرہ کا پہلا اہم دائرۂ علم ہے جس میں ہماری صفوں سے تحقیقی کام کا آغاز ہوا ہے۔ پیشِ نظر کتاب کا موضوع بے حد توجہ کش ہے، یعنی "معیشت میں دولت کی تقسیم میں انصاف اور تکمیلِ ضروریات"۔ اس میں ۶ مقالات ہیں، ہر مقالے پر تبصرہ ہے، پھر اس پر بحث ہے۔ ادارتی بورڈ پروفیسر خورشید احمد، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد، ڈاکٹر عمر حافظ، ڈاکٹر محمد عارف، ڈاکٹر انس زرقا، ڈاکٹر ایم۔ اے منان اور ڈاکٹر منور اقبال پر مشتمل ہے۔ میں نے کتاب پر نظر ڈالتے ہوئے جابجا نشان لگائے مگر بحث کی گنجائش نہیں، اس کے لیے مقالہ چاہیے۔ ص ۱۳ پر ڈاکٹر زبیر حسن نے "مرپلس" اور "امانتہ" کے تصور پر جو مختصر بات کی ہے وہ مطمئن نہیں کرتی۔ قانون کی باتیں اور ہیں اور شاعرانہ آدرش اور۔ متعلقہ باب میں بتایا گیا ہے کہ دولت کا امانتِ الٰہی کا تصور اس پر حقِ ملکیت کے ہونے کی نفی نہیں کرتا۔ پیچیدہ مسائل ہیں۔ ص ۱۶ پر تقسیمی عدل کے لیے بنیادی رہ

اصولوں میں سے تیسیر التفصیلی، قانونی اور اقتصادی (اسلام میں سے) دلائل مانگتا ہے۔ اسی طرح ص ۵۵ بلاسود بنک کاری کے لیے رہنمائی دی گئی ہے اور اس پر اور بھی مفید لٹریچر ہے، مگر کوئی قابلِ عمل مثبت فارمولا اور نقشہ کسی کے پاس نہیں۔ بعض لوگوں نے حیلے بہانے نکالے ہیں۔ بات بنتی نہیں۔ اور کہاں تک لکھا جائے۔ کام بہت قابلِ قدر ہے۔ کتب حوالہ، اصطلاحات اور اعلام کے ضمیمے شامل ہیں۔

الرحیق المختوم از جناب مولینا صفی الرحمٰن مبارک پوری۔ ناشر: المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور۔ خوبصورت کاغذ، طباعت و جلد مع منقش گرد پوش۔ صفحات ۷۸۶، قیمت نامعلوم۔

سیرت پر بڑی جامع کتاب ہے۔ اصل عربی ایڈیشن پر ۱۷۱ مسودات کے مقابلے میں رابطۂ عالم اسلامی مکۃ المکرمۃ کی طرف سے ۵۰ ہزار سعودی ریال کا انعام دیا گیا۔ اب اردو ترجمہ سامنے ہے۔ گزشتہ چند سال میں سیرت نبویؐ پر جو لٹریچر شائع ہوا وہ ایک بحرِ بے پایاں ہے اور اس میں رحیق المختوم ایک بلند خیز لہر ہے۔ خدا مولف کو جزا دے۔ واقعات پر تفصیلی غور حدیث و سیَر کی روشنی میں تو کرنے کا مجھے وقت نہیں ملا بلکہ میں نے مولینا مبارک پوری پر اعتماد کیا ہے مگر توجہ دہانی کی دو باتیں: ایک یہ اسما کو اعراب کے ساتھ لانے کا اچھا التزام ہے مگر بہت سی مثالیں اس کے بخلاف ہیں۔ دوسری یہ کہ اردو ترجمہ معیاری نہیں اور بعض لسانی غلطیاں تو کانٹے کی طرح چبھتی ہیں۔ مثلاً "دکھلائی پڑ گیا" (ص ۹۷)، "بانگ و خروش کے درمیان" (ص ۹۹)، "ایک پکار لگائی" (ص ۱۶۰) "وہ بھی آپ کی مدد سے کمزور پڑ گئے ہیں" (ص ۱۶۹) اصل مدعا کو واضح نہیں کرتا۔ افلحت الوجوہ کا یوں تو ترجمہ درست ہے کہ "یہ چہرے کامیاب رہیں"۔ مگر اصل مفہوم ہوتا ہے کہ یہ اصحاب (اصحاب الوجوہ) کامیاب رہیں۔ "وجوہ القوم" کے معنی ہیں قوم کے سردار۔ "لوجہ اللّٰہ" کے معنی ہیں: اللّٰہ کی رضامندی کے لیے۔ عالموں کے سامنے اس سے زیادہ بات کرنا گستاخی ہے۔ ترجمہ از سرِ نو کرایا جائے یا نظرثانی کرائی جائے۔

بہرحال سیرتِ پاکؐ کی یہ خدمت گویا ہمارا اور ہر مسلمان کا اپنا ہی کام ہے۔ ایسی خدمات کو گروہ بندیوں کی سطح سے بلند ہو کر دیکھنا چاہیئے۔

مُسلم اُمّہ سویت روس میں از ہم قدمِ جادۂ عشق و ہم قلم نگارشِ حق، آباد شاہ پوری۔ ناشر انسٹی ٹیوٹ

آفسٹ پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد۔ (۳۔ گلی ۵۶۔ شالیمار ۲/۶) کاغذ طباعت سرورق اعلیٰ۔ صفحات ۳۹۲۔
قیمت قسم عام (سرورق آرٹ کارڈ) ۸۰ روپے۔ مجلد ۱۰۰ روپے۔

اس کتاب کے آنے سے جو مسرت ہوئی وہ ایسی تھی جیسے "ماہ سوئے آسمان آید ہمے" والی غزل ہیں رگِ دل نے سمو دی تھی۔ دائرۂ تحقیق میں ہم اپنے جماعتی پھیلاؤ اور دوسری رنگارنگ دلچسپیوں کے مقابلے میں اتنے پیچھے رہ گئے ہیں کہ جب اچانک اپنے حلقوں سے کوئی ٹھوس تحقیقی کتاب سامنے آتی ہے تو دل اچھل پڑتا ہے۔

میں آباد شاہ پوری صاحب کی کتاب پر تبصرہ تو کیا کروں گا میں تو پڑھتے ہوئے ان کی تحقیقاتی کاوشوں اور حسنِ بیان کے ریلے میں بہہ گیا اور ہوش تب آئی جب دوسرے فرائض نے مجھے زبردستی کھینچ کر ساحل پر ڈال دیا۔

روس کے متعلق اس وقت سے پہلے جو کام ہو جانے چاہئیں تھے۔ افسوس کہ ہم کچھ زیادہ نہ کر سکے۔ لے دے کے ایک چراغ راہ کا سوشلزم نمبر اور کچھ کچا پکا کام دار الفکر کا تھا، اور بس! محض سفرناموں اور جزوی سرسری بحثوں یا اخباری نوٹوں سے تو کام نہیں چلتا۔ کم سے کم (WEBBS) کی پیش کردہ کتاب کی طرح کی کوئی کتاب ہونی چاہیئے مگر یہاں تو کوئی سفرنامہ بھی (INSIDE RUSSIA) کی سطح تک نہ پہنچ سکا۔ ہم نے ایمان کا ایک گھر تو بنایا مگر تحقیق اس گھر میں کبھی قدم نہ رکھ سکی۔ اب جب کہ روس اور روس کے مسلمانوں سے بالمشافہ بھی رابطے بڑھے ہیں اور تحریری ریکارڈ بھی آسانی سے دستیاب ہونے لگا ہے۔ اب ہماری ذمہ داری اس موضوع کے متعلق دوسری طرح کی ہے۔ خصوصاً روس جیسی سپر طاقت کا اپنے انقلابی فلسفوں اور اقتصادی نظریوں اور تاریخی تصورات کے ساتھ افغانستان میں ایک تمدن ناآشنا چھوٹی سی قوم سے زخم پہ زخم کھا کر پہاڑوں سے سر ٹکرانا اور پھر دُم دبا کر بھاگنا ایک ایسا واقعہ ہے کہ تاریخی جدلیت اور طبقاتی تصادم اور مادی ارتقا کے سارے کا فرانہ ایمانیات آبگینوں کی طرح چٹانوں پر گر کر کرچی کرچی ہو گئے اور دوبارہ کبھی جڑ نہ سکیں گے۔ دنیا میں اشتراکی نظریہ و نظام کی اس پسپائی سے مکمل شکست کا آغاز ہو گیا۔

ادھر روس کے کچلے پسے مسلمانوں میں نئی امنگیں جاگ اٹھی ہیں اور مختلف علاقائی اور نسلی آبادیاں بھی خوفناک قسم کے مظاہرات کرتی دکھائی دے رہی ہیں۔

اس طرح کے حالات میں وقت نے ہمارے کانوں میں یہ سرگوشی کی کہ اب روس کے متعلق تحقیقی کام کا ایک تازہ چیلنج سامنے ہے اور اس چیلنج کا جواب دینے کے لیے ہماری طرف سے آباد شاہ پوری قلم و قرطاس لے کے میدان میں آگئے۔ میدان کیا، ایک گوشے میں بند ہو کے بیٹھ رہے۔ اب وہ باہر آئے ہیں اور ہاتھ میں ایک تحقیقی کتاب لیے مسکرا رہے ہیں۔

"زاروں کا ورثہ"، "مسلم مسئلے کا حل"، "سوویت پالیسیوں کے اثرات"، "اسلامی زندگی کا احیا"، "اجتماعی شب و روز"، "نئی نسل کے رجحانات"، "آبادی کا دھماکہ"، "مستقبل کے امکانات" اس کتاب کے ابواب کے عنوانات ہیں اور یہ عنوانات خود ہی بتا دیتے ہیں کہ لکھنے والے نے کیا پیش کیا ہوگا۔ مسلمانوں پر براہِ راست مظالم اور ان کے خلاف سیاسی، لسانی، اقتصادی اور تفرقہ انگیزانہ چالیں اس کتاب کے آئینے میں دیکھیے۔ زار سے لے کر آج تک!

بہت ہی اہم ایک باب ہے، باب ششم۔ عنوان: "نئی نسل کے رجحانات"۔ روس میں لقمۂ مظالم بننے اور ٹکرانے یا یک بکا جانے اور چھپ چھپ کر اپنی روایات کو برقرار رکھنے اور اب باقاعدہ نظام رائج سے حسب موقع چھوٹے چھوٹے ٹکراؤ پیدا کرنے کا سلسلۂ احوال مسلمانوں کی ۴ نسلوں پر محیط ہے۔ مختصر تعارف یہ ہے کہ پہلی نسل کی بڑی تعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور خاصی بڑی تعداد مختلف ممالک میں ہجرت کر گئی۔ دوسری نسل نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو سیاسی غلامی کے علاوہ کفر و الحاد کے شکنجے میں جکڑا ہوا پایا۔ تیسری نسل وہ ہے جس نے دوسری جنگ عظیم کے بعد جنم لیا اور اسے سوویٹ سانچوں میں اچھی طرح ڈھالنے کی کوشش کی گئی۔ چوتھی نسل اب اپنی پیشرو سے چارج لینے کی تیاری میں ہے۔ سوشلسٹ جبریت کے دور کا جو دھندلا سا رد عمل تیسری نسل سے شروع ہوا تھا، اب چوتھی نسل کے ذریعے شاید وہ زور دار حرکت میں بدل جائے گا۔ لہٰذا آئندہ چند برسوں میں (افغان اثرات کو بھی شامل کرتے ہوئے) زندگی کی نئی اسلامی ... پیدا ہونا قرینِ فہم ہے۔ اس قیاس کے لیے آباد صاحب نے تین نئے رویوں کا ذکر کیا ہے۔ مسلمانوں میں عاجزی اور بے بسی کی کیفیت ختم ہو چلی ہے۔ وہ معاملات و مسائل پر بحث کرتے ہیں اور اوپر سے ہونے والی زیادتیاں ان کی زبانوں پر آنے لگی ہیں۔ دوسرا رویہ مناصب پر فائز پارٹی لیڈروں (مسلم امہ کے لوگوں) کا عام طریقہ تو دوسرا ہے مگر اب ایسے جرأت مندانہ واقعات ہونے لگے ہیں جیسے ازبک کمیونسٹ پارٹی کے اول سیکرٹری اور پولٹ بیورو کے امیدوار رکن شرف رشیدوف

نے اس فیصلے پر کھل کر تنقید کی کہ ازبک بچوں کو ماسکو بھیج کر تربیت دینے کا فیصلہ کر لیا گیا تھا۔ تیسرا رویہ دیہی مقامی لیڈر شپ کے دلیر لوگوں کا ہے جواب صاف صاف کہتے ہیں کہ ہمیں لوٹا جا رہا ہے، ہنرمندوں کے نام پر جو آئے دن سیلاب امڈتا رہتا ہے اس پر وہ سخت پیچ و تاب کھاتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں پسماندگی منظور ہے لیکن روسیوں کا تسلط قبول نہیں۔ ازبک نوجوانوں کا لہجہ اس معاملے میں بڑا سخت ہے کہ ہر بات کا فیصلہ ماسکو کیوں کرتا ہے؟۔ مسلمانوں کے اندر ایک فیصد لوگ بھی ایسے نہیں ملتے جو روسی قوم میں ضم ہونے کے لیئے تیار ہوں۔ مقامی جمہوریتوں کے لوگ صاف صاف کہتے ہیں کہ یہ ہمارا گھر ہے، ہم اس کے مالک ہیں، یہ جمہوریہ ہماری جمہوریہ ہے۔

پھر ان پر یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ مسلم ماضی کا سراغ انہیں اسلام کی طرف لوٹنے اور اسلام کی بنیادوں پر متحد ہونے کی صورت ہی میں مل سکتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو مسلم امہ کے (عالمی) دارالاسلام کا باسی سمجھتے ہیں۔ کلمہ طیبہ اور سورۂ اخلاص پڑھ کر سناتے ہیں۔ اپنا تعارف کراتے وقت کہتے ہیں کہ "ہم بھی مسلمان ہیں مگر کافروں کے غلام"۔ بہت سے ترکستانی سیاسی مجاہدین افغانستان کے ساتھ جا ملے ہیں (ایک سوویٹ ماہر)۔ پھر اخلاقی اور احیائی تحریکوں پر گفتگو ہے۔

مگر کتاب کے مواد کی دلچسپی میرے قلم کو پکڑ پکڑ اتنا گھسیٹ لے گئی ہے کہ مجمل تبصرہ ساری حدود کو توڑ گیا ہے۔ لہٰذا اب کتاب میں نے اٹھا کر ایک طرف رکھ دی ہے۔

آخر میں مختصراً یہ کہنا چاہتا ہوں کہ درجۂ اول کے اس تحقیقی کام کو درجۂ اوّل کی جس تخلیقی زبان میں پیش کیا گیا، اس طرح کی مثالیں کم ملیں گی۔

کاش کہ یہاں کوئی ایسی بلند مقاصد اسلامی رجحان کی حکومت موجود ہوتی جو نہ صرف روس کے متعلق ایسے ریسرچ کے کاموں کا ادارہ قائم کرتی بلکہ پبلسٹی اور پروپیگنڈے کی ایک خاص محتاط مہم روسی مسلمانوں میں نئی اسلامی زندگی پیدا کرنے کے لیئے شروع کر سکتی۔ مگر یہاں تو انتقامی ردّعمل اور باہمی تصادم اور لادینیت اور رامش و رنگ کی ثقافت کا زور ہے۔

اسلامی نظریۂ ادب ترتیب و تدوین از جناب سید اسعد گیلانی و اختر حجازی ۔ ناشر: ادارہ ترجمان القرآن اُردو بازار لاہور ۔ صفحات ۲۱۱ مجلد، کاغذ سفید، طباعت اچھی، قیمت/۳۰ روپے ۔

سید اسعد گیلانی صاحب کو کچھ سیدوں پیروں والی کرامات حاصل ہیں کہ ان کا دماغ کتابیں ایسی تیزی سے تیار کرتا ہے جیسے ڈیٹرائیٹ کے کارخانے کاریں بناتے ہیں اور کمال یہ کہ ہر کتاب ایسی کہ پڑھے بغیر رہا نہ جائے ۔ اب تو اختر حجازی کی صلاحیتیں بھی ان کے ساتھ ہیں۔

اسلامی نظریۂ ادب میں انہوں نے ۱۹ مقالات مختلف اصحاب کے قلم سے جمع کر دیئے ۔ کہیں ۱۹ کا عددی کرشمہ تو مرتبین کے سامنے نہیں ۔ سلسلے مقالہ نگار ایسے ہیں جن انسانی غلام و تعمیر خدا پرستانہ اسلامی اقدار کے ذریعے کرنا چاہتے ہیں ۔ کئی سال کے پرانے مقالات بھی ہیں اور قریبی دور کے بھی ۔

وہ عنقریب جو کانفرنس اصحاب علم و ادب کی بلا رہے ہیں ، یہ کتاب ان کے لیئے سامانِ تواضع ہے

آسمانِ ہدایت کے ستر ستارے از جناب طالب الہاشمی ــ ناشر: البدر پبلیکیشنز، ۳۲ راحت مارکیٹ، اُردو بازار لاہور ۔ صفحات ۵۶۸ ، سنہری ڈائی والی مضبوط جلد ۔ قیمت/۷۰ روپے ۔

بھئی اتنے شہرت یافتہ قلم کار کا اتنا مقبول عام موضوع ، کون نہیں جانتا کہ یہ کیا چیز ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ستر صحابیوں کے حالات دلچسپ پیرائے اور مستند حوالوں کے ساتھ اور اہم ضمیموں کے ساتھ ۔ اسما و اعلام پہ اعراب لگے ہوئے ، آپ کے سامنے ہیں ۔ دنیا کے بہترین انسانوں کی سوانحی تصویریں ــ یہ کام ہاشمی صاحب نے آلام و مصائب کے گھیرے میں رہ کر کیا ہے ۔ خدا اُن پر کرم کرے ۔

میرا تو ان کو مشورہ ہے کہ اب تک صحابہؓ کے جو حالات تین چار کتابوں میں انہوں نے لکھے ہیں ان کے ساتھ بقیہ اصحاب کے تذکرے بھی شامل کر کے ایک "صحابہ انسائیکلوپیڈیا" بنا دیں جو اردو میں اُسد الغابہ جیسا مقام حاصل کرے ۔

احمدی حضرات سے سات سوال | مؤلف وناشر قاضی محمد حفیظ اللہ صاحب۔ ایم اے۔ پی سی ایس (ریٹائرڈ) مکان نمبر ۷۔ عبدالغنی سٹریٹ نمبر ۱۲۔ نور محلہ۔ اچھرہ، لاہور۔ قیمت درج نہیں۔ غالباً مفت تقسیم کے لیئے ہو۔

قاضی صاحب ایک صاحب مطالعہ بزرگ ہیں اور ریٹائرمنٹ کے بعد علالت کے باوجود جسم ودماغ سے کام لیتے رہے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے احمدی حضرات (یا قادیانی نبوت واُمت) کے متعلق ایک پمفلٹ لکھ کر مسلمانوں کے اعتقادات پر ہونے والی جنگ کے خلاف اپنا سپاہیانہ حصہ ادا کیا ہے۔ سارے دلائل ومباحث اور ان کے مزاحیہ اندازِ بیان کی جھلکیاں تو دکھانے کی گنجائش نہیں، صرف ۲ نکات عرض کرتا ہوں۔

مرزا صاحب اپنے آپ کو انگریز کا "خود کاشتہ پودا" کے علاوہ برٹش حکومت کو رحمت خداوندی سمجھتے ہیں۔ قاضی صاحب نے اس پر لکھا "میجر ہڈسن وہ خونخوار بھیڑیا تھا جس نے مغل شہزادوں کے سر کاٹ کر ان کا چلو بھر خون پیا تھا اور ان شہزادوں کے سروں کو ایک طشت میں لگا کر ہندوستان کے آخری مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کی خدمت میں پیش کیا تھا اور کرنل نیل وہ شیطان صفت، بدطینت وحشی درندہ تھا جس نے ۱۸۵۷ء میں مسلم خواتین کو برہنہ کر کے اُن کے لواحقین کو ان سے بُرا بھلا کرنے پر مجبور کیا تھا۔ اور جب ان مجاہدوں نے انکار کیا تو انہیں قتل کر دیا گیا اور ان شریف زادیوں کو وحشی ٹامیوں کے حوالے کر دیا گیا"۔

یہ تھے کارنامے اس سلطنت کے جو مرزا صاحب کے لیئے "خدا کی رحمت" تھی۔ پھر لعنت کسے کہتے ہیں؟

(اس کے ساتھ کالا پانی کے واقعات ملا لیئے جائیں)

ادھر حکیم نور الدین صاحب والئ کشمیر ہری سنگھ کے شاہی طبیب تھے اور ہری سنگھ کا خاکہ شہاب نامہ میں ملاحظہ ہو: "صوفے پر ہز ہائی نس راجہ راجیشور، ادھیراج شری مہاراجہ ہری سنگھ بہادر اندر مہندر سپہر سلطنت انگلیشیہ، جی، سی، ایس، آئی، جی، سی، آئی، ایس، کے، سی، وی، او، نڈھال بھینسے کی طرح اوندھے منہ پڑے تھے۔ ان کے جسم کا گوشت پوست صوفے پر یوں بکھرا ہوا تھا جیسے گندے کپڑوں سے بھرا ہوا سوٹ کیس تیز رفتار گاڑی سے باہر گر کر پھٹ گیا ہو۔ مہاراجہ ہری سنگھ رات بھر شراب اور کچے اور پکے گوشت کا شغل فرماتے تھے اور پھر دن بھر وید اور حکیم اور ڈاکٹر کشتوں کے پشتے لگا کر

انہیں اگلی شب کے لیئے تازہ دم کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی چند عورتیں اور مرد ان کے اعضائے رئیسہ وغیرہ کی خفی اور جلی مالش کرنے میں مصروف تھے۔ مہاراجہ کی آنکھیں کچھ کھلی اور بند تھیں اور ان کے کونوں میں گید گندے بیروزے کی طرح تہ در تہ جم رہی تھی"۔

اِن دو گہواروں میں مرزا صاحب کی نبوت کی پرورش ہوئی۔

بس ایک اور بات! اب سوال یہ ہے کہ اگر کل کو پاک بھارت جنگ ہو جائے ـــ اور بھارتی حکومت اندرونِ خانہ احمدی حضرات کو یہ دھمکی دے (اور یہ دھمکی تو اُفق پر لکھی ہوئی موجود ہے۔ ن ص) کہ اگر تم نے پاکستان کے خلاف بھارت کا ساتھ نہ دیا تو قادیان (بھارت) میں موجود تمہارے (مبینہ) نبی اور اس کے نام نہاد صحابیوں وغیرہ کی قبریں کھود کر ان کی ہڈیاں جلا دی جائیں گی اور تمہارے بہشتی مقبرہ کا نام و نشان تک مٹا دیا جائے گا تو ایسی صورت میں احمدی حضرات کس کا ساتھ دیں گے؟۔

میری بھی رائے ہیں اب قادیانیوں کے لیئے دائرۂ ملت میں جگہ ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں۔ اب تو صرف ان کا کام بعض قوتوں کے لیئے آلۂ کار بن کر پاکستان سے انتقام لینے کے لیئے سیاسی اور خارجہ تعلقات اور دفاعی معاملات میں سازشیں کرنا ہے۔ نہ جانے وہ کیا کیا کچھ کر چکے ہیں اور آگے کیا کیا کرنے والے ہیں۔ اب تو شاید نئی حکومت کی طرف سے بھی ان کے سروں پہ شفقت کا ہاتھ پھیرا جائے۔ تو پھر کچھ علاج اس کا بھی ہے؟۔

عورت کی سربراہی | از جناب صلاح الدین صاحب۔ ناشر: ادارۂ مطبوعات تکبیر۔ اے ون، یسری منزل، نامکو سنٹر۔ کیمبل اسٹریٹ، کراچی ۲۔ خوبصورت کمپیوٹرائزڈ طباعت۔ قیمت ۳/- روپے۔ تسیم عام کے لیئے خصوصی رعایت۔

عالمانہ انداز کے بجائے دانشورانہ انداز میں عام فہم طریق سے "مسئلہ زن" پر صلاح الدین صاحب نے قلم اٹھایا اور مسئلے کو دینی، تاریخی، سماجی دلائل اور ابھرے ہوئے مباحث کی روشنی میں ایسا مقالا لکھا کہ بس قلم ہی توڑ دیا۔ وہی "کھڑکی توڑ ہفتہ" والی بات اور وہ ٹوٹا ہوا قلم لفظ لفظ میں روح بن کر شامل ہو لیا۔ دل عَش عَش کر اٹھا۔ ۲۵ ہزار کا ایک ایڈیشن ختم ہو چکا اور بعض لوگ اپنے آرڈروں کی تعمیل کے منتظر بیٹھے ہیں۔

عورت کی سربراہی | تالیف جناب شیخ القرآن مولینا گوہر رحمٰن صاحب۔ ناشر: جمعیت اتحاد العلماء پاکستان۔ (صدر مولینا عبدالمالک، منصورہ لاہور۔ کوڈ ۵۴۵۰۷)۔ قیمت درج نہیں۔ شاید مفت تقسیم کے لیئے ہو۔

تہذیبِ الحاد کا جادو ہے کہ عورت گھر سے نکلی، اس نے برقعہ اتارا، دوپٹہ ہوا میں اڑا دیا، پھر وہ دوش بدوش آئی، پھر لپک کے وہ سروں پر سوار ہو گئی۔ (ــ "عورت ہے سواۃ") اب علماء کو خیال آیا کہ پانی تو سر سے گزر گیا۔ عورت کی سربراہی کا سامنا ہے۔ مرد تو اب گھر میں بھی قیّم نہ رہ سکے گا۔ بلکہ "مرد ہی زن ہو گئے" والا نقشہ ہے۔ عورتوں کی مردانگی دیکھیئے اور مردوں کی مُردنی۔
مولینا گوہر رحمٰن صاحب کی تحریر نہ کسی تعارف کی محتاج، نہ ہمیں تنقید کی جرأت، مضمون واضح، دلائل روشن، قرآن کی آیات، احادیث اور مفسرین و مقننینِ اسلام کے حوالے ان کے قابو میں اس طرح ہیں جیسے ٹائپسٹ کلیدوں کی طرف دیکھے بغیر کاغذ پر نقوش منتقل کرتا ہے۔ مختصر رائے یہ کہ اس سے زیادہ اور کیا بحث و استدلال کوئی کرے گا۔

(بقیہ علم کی اسلامی تشکیل)

طرح دہرانا چلا جاتا ہے، جو یورپ کے ان شہروں میں سرزد ہو چکی ہیں جو ۲۰۰ سال پیشتر صنعتی انقلاب کے دور سے گزر چکے ہیں۔ گویا کہ ہم دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کی صفت سے بھی یکسر عاری ہیں۔ ہمارے گھر، ہمارا فرنیچر اور فنونِ لطیفہ سب مختلف نمونوں کا ملغوبہ ہیں۔ جو واضح طور پر ہمارے ذہنی انتشار اور گم شدہ شناخت کی چغلی کھاتے ہیں۔ گویا کہ ہم جانتے ہی نہیں کہ ہم کون ہیں اور کیا ہیں!

مختصراً، سارے منفی دلائل کے باوجود، یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس حد تک مسلمان نے خود کو مغربیت زدہ بنا لیا ہے۔ تقریباً اسی حد تک وہ بربریت کا خوگر بھی ہو گیا ہے۔ اس کی زندگی مختلف النوع اسالیب کا ایسا جمگھٹا بن کر رہ گئی ہے جس کا رشتہ اپنے ماضی سے غیر مربوط ہے۔ مسلمان بے چارہ نہ پوری طرح مغربی ہی بن سکا اور نہ مسلمان ہی رہ سکا۔ یہی اس کا موجودہ تہذیبی اور ثقافتی المیہ ہے۔

(باقی)